Lesson 2: Hud (Ayaat 25- 49): Day 7

سُوۡرَۃُ ھُود کی تفسیر

حضرت نوح ان کے ان چار الزامات کے بارے میں کیا کہتے ہیں۔ یہاں سے آپ کو اللہ کی طرف بلانے والے کا کونفیڈینس دِکھے گا۔

قَالَ يٰقَوۡمِ اَرَءَيۡتُمۡ اِنۡ كُنۡتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنۡ رَّبِّىۡ وَاٰتٰٮنِىۡ رَحۡمَةً مِّنۡ عِنۡدِهٖ فَعُمِّيَتۡ عَلَيۡكُمۡ ؕ اَنُلۡزِمُكُمُوۡهَا وَاَنۡتُمۡ لَهَا كٰرِهُوۡنَ ﴿۲۸﴾

اس نے کہا "اے برادران قوم، ذرا سوچو تو سہی کہ اگر میں اپنے رب کی طرف سے ایک کھلی شہادت پر قائم تھا اور پھر اس نے مجھ کو اپنی خاص رحمت سے بھی نواز دیا مگر وہ تم کو نظر نہ آئی تو آخر ہمارے پاس کیا ذریعہ ہے کہ تم ماننا نہ چاہو اور ہم زبردستی اس کو تمہارے سر چپیک دیں؟﴿۲۸﴾

بَيِّنَةٍ سے کیا مراد ہے؟

کہ دیکھو میری ساری زندگی تمہارے بیچ میں گزری میں کوئی نیا شخص نہیں ہوں تمہارے بیچ کا ہوں۔ میرا کردار، اخلاق، رویہ؛ یہ سب کچھ تم اچھی طرح جانتے ہو۔ تم اچھی طرح جانتے ہو کہ میں ایک شریف النفس انسان ہوں سلیم الفطرت ہوں۔ کبھی کسی کو دکھ، تکلیف نہیں دی، تو کبھی تم نے سوچا کہ اتنی خوبصورت شخصیت کا حامل شخص کبھی جھوٹ بول سکتا ہے۔

بس فرق اب اتنا پڑ گیا وَاٰتٰٮنِىۡ رَحۡمَةً مِّنۡ عِنۡدِهٖ اب اسنے مجھے اپنی طرف سے خاص رحمت بھی عطا کر دی ہے یہاں رحمت سے مراد نبوت ہے۔ یہاں سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ کا فضل کیا ہوتا ہے؟ دنیا کی چیزیں دنیا کا مال۔ اور رحمت کس پر ہو گی جس پر اللہ اپنے دین کے خزانے کھول دے۔

فَعُمِّيَتْ عَلَيْكُمْ یہ وہ چیز ہے جس کو تمہاری نظروں سے پوشیدہ رکھا گیا۔ ابھی تمہیں اللہ کی رحمت رحمت نہیں دِکھتی، یہ وحی جو میرے پاس آتی ہے تم سے شیئر نہیں کی جاتی۔ رحمت سے مراد وحی۔ نبیؐ کے پاس جب وحی آتی ہے تو عام لوگوں کو پتہ نہیں چلتا۔ تو اشارہ ہے کہ اللہ کی رحمت سے جو وحی آتی ہے تو اس کی حقیت کو تم نہیں جان سکتے۔ میں تو بس اتنا بتا سکتا ہوں جتنا اللہ نے بتانے کا حکم دیا ہے۔

اَنُلْزِمُكُمُوْهَا تو کیا ہم چپکا دیں تم پر اس کو۔

ھا۔ ہدایت وحی رحمت۔

کیا ہم تم کو زبردستی ہدایت دے دیں۔

وَاَنْتُمْ لَهَا كٰرِهُوْنَ جب کہ تم لوگ اس کو ناپسند کرتے ہو۔

ایک بات ایسی ہے جو تم کو پسند ہی نہیں آرہی تو کیا ہم زبردستی آپ پر تھوپ دیں؟ ہم تو مجبور نہیں کرسکتے آپ کو کہ اللہ کو مانو رسول کو مانو۔ یہاں بہت خوبصورت بات نبی نے بتادی کہ جب تک کسی کے اپنے دل میں ہدایت کو پانے کی تڑپ نہ ہو۔ ہدایت اس کو نہیں ملتی۔

اَنُلْزِمُكُمُوْهَا ۔ اس میں "و" اشبہ ہے۔ اس کا روٹ۔ ل ز م ہے۔ چپکنے والا۔

کیا ہم زبردستی ہدایت تم کو چپکا دیں۔ ہدایت کا معاملہ scotch tape جیسا ہے اس کے اندر چپکنے کی صلاحیت ہوتی ہے لیکن کچھ ایسی سطح ہوتی ہے جس پر ٹیپ نہیں چپکتی، جیسے پانی پر ٹیپ نہیں چپکتی، جیل پر نہیں چپکے گی۔ لیکن اسی ٹیپ کو آگر لوہے، لکڑی، دھات پر چپکائیں تو کیسے چپکے گی اترتی بھی نہیں ہے تو فرق کیا ہے، ٹیپ پر چپکنے کی صلاحیت ہے لیکن سطح میں نہیں ہے۔ یہاں Scotch tape کیا ہے

وحی، ہدایت اس میں تو خود چپکنے کی صلاحیت ہے لیکن کچھ لوگوں میں ہدایت قبول کرنے کی صلاحیت نہیں ہوتی۔ کبھی کسی چیز پر تیل لگا ہو تو اس پر ٹیپ نہیں چپکتی۔

جب تک ہدایت لینے والے کے دل میں چپکاوا نہیں ہوتا، ہدایت نہیں لیتے۔ کتنا تڑپیں، سنایا بلایا کتنوں کو بلایا کتنوں میں تڑپ بھی جاگی لیکن نہیں چپکے۔ کیوں نہیں چپکنا اوڑھنا بچھونا بن گیا۔ کبھی کبھی کا چپکنا اور بات ہوتی ہے۔ نقصان یہ ہوگا کہ آپ اس سے ہدایت نہیں لے سکیں گے۔ کبھی کبھی ہدایت سے چپک گیے جیسے رمضان میں چپک گیے رمضان گیا تو چھوڑ دیا، کوئی دکھ بیماری آئے تو چپک گیے اور سکھ آیا تو چھوڑ دیا۔ جب ہم فراغت میں ہوئے تو چپک گئے اور فراغت گئی تو چھوڑ دیا۔

اگر میں چاہتی ہوں کہ ہدایت مجھ سے ایسی چپکے کہ کبھی نہ اترے تو مجھے اپنے اندر چپکنے کی صلاحیت پیدا کرنا پڑے گی۔ اوپر ویسک لگ جاتا ہے، کس چیز کا ویکس ہوتا ہے خواہشوں کا ویکس، آرزؤں کا ویکس، خود پسندی کا ویکس، کبھی شک کا ویکس ایسے خول آجاتے ہیں کہ ہمارا پھر اس ہدایت کے ساتھ کوئی میچ ہی نہیں بنتا۔

حضرت نوح کی اس بات کے درد کو محسوس کریں، تم نہیں لینا چاہتے میں کیسے دوں تمہیں اچھا نہیں لگتا میں تمہیں اچھا کیسے لگاؤں تم ماننا نہیں چاہتے میں تمہیں کیسے بلاؤں۔

جب تک آپ کے اندر تڑپ نہیں ہے آپ اس کتاب کے آخری مرحلے تک نہیں جا سکیں گے۔ یہ زندگی میں اوڑھنا بچھونا بنتی ہی تب ہے جب آپ کے اندر چپکنے کی صلاحیت آجائے۔ کبھی آپ نے ڈبل ڈیپ دیکھی ہے جس کے اوپر بھی چپکاؤ ہوتا ہے اور نیچے بھی۔ آپ ڈبل ٹیپ بن جائیں۔ نا صرف آپ خود ہدایت پر چمکیں گیں بلکہ دوسروں کو بھی چمکایں گے اور اگر آپ خود نا سمجھ ہے، ابھی

آپ کی زندگی میں یقین آیا ہی نہیں چھوٹی چھوٹی باتوں پر آپ کو اس طرح سے پیچھے کر لیتے ہیں تو یہ ہدایت زیادہ دیر نہیں چپکے گی۔

خلاصہ:-

نبیوں کے دل میں اخلاص بھی ہوتا ہے بے لوث بھی ہوتے ہیں کوئی اجر نہیں مانگتے۔ لیکن کیوں کہ بڑے لوگوں کو اس کے لیے قربانیاں دینی پڑتی ہیں تو پیچھے ہو جاتے ہیں۔ غریب لوگ جن سے کسی کو کوئی کام نہیں اگر وہ اللہ کے راستہ میں نکلتے ہیں تو انہیں قربانی زیادہ نہیں دینی پڑتی۔ کچھ لوگوں کے پاس دنیا بہت زیادہ ہوتی ہے اور وہ سمجھتے ہیں ہم کامیاب ہیں۔

یہ جو ہم اپنی ارد گرد لوگوں کا ہجوم دیکھتے ہیں اس کو کامیابی کبھی نہ سمجھیے گا۔ یہ دنیا کی رونق ہے بس اچھا لگتا ہے لیکن آپ کامیاب نہیں ہیں۔ کامیابی اس سے نہیں ملتی۔ یہ اَنا پھول رہی ہوتی ہے۔ بعض اوقات ہمارے پاس چوائسز آ جاتے ہیں تو ہم وہ چھوڑتے ہیں جس میں گلیمر نہیں ہوتا اور وہ لے لیتے ہیں جس میں پمپ اینڈ شو ہوتا ہے۔

اپنی کامیابی کی دلیل ہمیشہ ایک بات رکھیں، دو چیزوں میں وہ کام کرنا ہے جس میں فائدہ زیادہ ملتا ہے دوسرا یہ جس میں دوسرا زیادہ خوش ہو جائے گا۔ مجھے وہ کام کرنا ہے جس میں میرا فائدہ ہے دوسرا کا فائدہ ہونا ہو مجھے اس سے کیا لینا۔

نبیوں کا درد کیا تھا تڑپ کر کہتے ہیں لوگو تمہیں نہیں چاہیے تو میں کیا کروں۔

وَيٰقَوْمِ لَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مَالًا ؕ اِنْ اَجْرِىَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ وَمَآ اَنَا بِطَارِدِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ اِنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَلٰكِنِّيْٓ اَرٰىكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ ﴿۲۹﴾

اور اے برادران قوم، میں اِس کام پر تم سے کوئی مال نہیں مانگتا، میرا اجر تو اللہ کے ذمہ ہے اور میں اُن لوگوں کو دھکے دینے سے بھی رہا جنہوں نے میری بات مانی ہے، وہ آپ ہی اپنے رب کے حضور جانے والے ہیں مگر میں دیکھتا ہوں کہ تم لوگ جہالت برت رہے ہو﴿۲۹﴾

نبی کو کسی سے کچھ نہیں چاہیۓ ہوتا، یہ بہت بڑي بینہ ہوتی ہے کہ میرا کردار صاف ہے۔ دین والا کیوں Overtime لگائے اس کو کہاں تنخوا مل رہی ہوتی ہے۔

کیا تمہاری عقل میں نہیں آتا کہ ایک بندہ جو بغیر کسی مطلب کے تمہیں دیتا ہے تو اسے کتنی حرص ہے اس بات کی کہ تمہیں دین مل جائے۔ پرائیویٹ ٹیوٹر کے مقابلہ میں ایک سچے داعیِ دین کو رکھیں، آج تک کسی نے کہا کہ بس ایک گھنٹے کی بات ہوئی تھی اب میں جارہاہوں۔ یہ بہت بڑا فرق ہے، یہ لوگوں کے بینہ کو جگانے کے لیے کافی ہے۔

طَارِدِ سختی سے دور کرنا؛ کسی کو حقیر سمجھ کر پیچھے کرنا۔

ایک اعتراض جو رسول ﷺ سے بھی تھا اور حضرت نوحؑ سے بھی۔ وہ یہ تھا کہ آپ کے پاس ادنیٰ طبقہ کے لوگ آکر بیٹھ جاتے ہیں آپ ان کو ہٹایئے۔ ایک مرتبہ اللہ کے نبیؐ کو بھی قریش مکہ نے آکر کہا تھا آپ کی محفل میں یہ سارے آجاتے ہیں چڑ واہے ہمیں ان سے گھن آتی ہے ان کو ہٹاؤ۔ ہلکا سا آپ ﷺ

کے دل میں یہ خیال آگیا تھا چلو ان کو ہٹاؤں یہ تو میرے اپنے لوگ ہیں ان کو بعد میں منالوں گا۔ لیکن یہ نہ جائیں، تو اللہ تعالی نے سورت نازل کر دی تھی۔

عَبَسَ وَتَوَلّٰۤى ﴿۱﴾ اَنۡ جَآءَهُ الۡاَعۡمٰىؕ ﴿۲﴾ وَمَا يُدۡرِيۡكَ لَعَلَّهٗ يَزَّكّٰۤىۙ ﴿۳﴾

ترش رو ہوا، اور بے رخی برتی ﴿۱﴾ اِس بات پر کہ وہ اندھا اُس کے پاس آگیا ﴿۲﴾ تمھیں کیا خبر، شاید وہ سدھر جائے ﴿۳﴾

اے نبی ان بڑوں کو خوش کرنے کے لیے اس نابینا کو جو آیا ہے اپنی اصلاح کے لیے ہے اس کو پیچھے کر دیتے ہو۔ حالانکہ آپ پر کوئی ذمہ داری نہیں ہے وہ مانتے ہیں نہیں مانتے۔ تو کہا میں ان کو نہیں چھوڑ سکتا جو اتنے پیار سے اتنے اخلاص سے اللہ کے راستہ میں نکلتے ہیں میں ان خود سے پیچھے کیسے کر دوں۔

سورۃ الانعام آیت 52

وَلَا تَطۡرُدِ الَّذِيۡنَ يَدۡعُوۡنَ رَبَّهُمۡ

اور جو لوگ اپنے رب کو رات دن پکارتے رہتے ہیں اور اس کی خوشنودی کی طلب میں لگے ہوئے ہیں انہیں اپنے سے دور نہ پھینکو۔

سورۃ کہف۔۔۔ اپنے آپ کو ان لوگوں کے لیے روک لو جو صبح شام رب کو یاد کرتے ہیں۔

اللہ کے نبی کی ایک دعا بھی ہے۔ اے اللہ مجھے مسکینی کی حالت میں زندہ رکھنا، اور مجھے مسکینی کی حالت میں مارنا اور قیامت کے دن مجھے مسکینوں کے زمرے میں رکھنا۔

ایسے لوگوں میں تڑپ اور طلب زیادہ ہوتی ہے۔ اس لیے وہ کہتے ہیں میں ان کو نہیں روک سکتا۔ وہ یقیناً اپنے رب سے ملاقات کرنے والے ہیں۔

اور میں تو لیکن تم کو جہالت میں ڈوبے ہوئے سمجھتا ہوں۔

کیا حضرت نوح کے پاس آنے والے لوگ جاہل تھے؟ نہیں سارے جاہل نہیں تھے۔ جہالت کی دو قسمیں ہوتی ہیں؛

علم نہ ہونا۔ خبر ہی نہیں، پتہ ہی نہیں۔ جس کو آپ کہہ سکتے ہیں illiteracy

دوسری جہالت ہوتی ہے جس کام کو جیسے کرنا چاہیے ویسے نہ کرنا۔

حضرت نوح ان لوگوں کو کون سی جہالت میں دیکھتے ہیں کہ دنیاوی علم تو بہت ہے تمہارے پاس لیکن تم اصل علم سے دور ہو، تم چیزوں کے پیچھے کھو گئے ہو جنہوں نے تمہیں آخرت سے دور کر دیا ہے۔ تمہیں دنیا اور آخرت کا ریشو ہی نہیں پتا۔ تمہیں یہ ہی نہیں پتا کہ اس دنیا کے لیے اتنی کوشش کرو جتنا تم نے اس میں رہنا ہے اور اس آخرت کے لیے اتنی کوشش کرو جتنا تمہیں وہاں رہنا ہے۔ تم اپنی زندگی میں ترجیحات کو سیٹ ہی نہیں کر پا رہے۔ یہ دنیا جو پہلے ہی بہت ہے اس کو اور لینے کی کوشش کر رہے ہو۔ لیکن تمہیں آخرت کی فکر ہی نہیں لگی۔

ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ یہاں جاہل کہہ رہا ہے جن کو اپنی زندگی کا مقصد ہی اب تک نہیں پتا تو کہتا ہے تم جاہل ہو میں کیا کر سکتا ہوں۔ جس کے دل میں اللہ کا ڈر نہیں ہوتا وہ جاہل ہے۔ اصل چیز تو اللہ کا ڈر ہے۔

وَيٰقَوۡمِ مَنۡ يَّنۡصُرُنِىۡ مِنَ اللّٰهِ اِنۡ طَرَدْتُّهُمۡ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوۡنَ ﴿۳۰﴾

اور اے قوم، اگر میں اِن لوگوں کو دھتکار دوں تو خدا کی پکڑ سے کون مجھے بچانے آئے گا؟ تم لوگوں کی سمجھ میں کیا اتنی بات بھی نہیں آتی؟﴿۳۰﴾

یعنی یہ اللہ کے پہنچے ہوئے چنے ہوئے لوگ ہیں ان کو ہٹاتا ہو تو کون میری مدد کر سکتا ہے؟ یہ دعائیں مانگتے ہیں ان کی دعا سے اللہ مجھے بھی کچھ دیتا ہو گا۔ یہ اللہ کا ذکر کرتے ہیں ان کے ذکر کرنے سے میرے بھی دل میں اللہ کی محبت ہوتی ہو گی۔ تمہارے کہنے پر اگر میں ان کو دھتکار دو تو بتاؤ پھر اللہ کی ناراضگی سے مجھے کون بچائے گا۔

کیا تم لوگ غور و فکر نہیں کرتے۔ تم اپنی دنیا بنانے کے لیے اتنی محنت کر رہے ہو تو کیا میں اپنی آخرت بنانے کے لیے اتنی بھی محنت نہ کروں۔

وَلَاۤ اَقُوۡلُ لَـكُمۡ عِنۡدِىۡ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَاۤ اَعۡلَمُ الۡغَيۡبَ وَلَاۤ اَقُوۡلُ اِنِّىۡ مَلَكٌ وَّلَاۤ اَقُوۡلُ لِلَّذِيۡنَ تَزۡدَرِىۡۤ اَعۡيُنُكُمۡ لَنۡ يُّؤۡتِيَهُمُ اللّٰهُ خَيۡرًا ؕ اَللّٰهُ اَعۡلَمُ بِمَا فِىۡۤ اَنۡفُسِهِمۡ ۖ ۚ اِنِّىۡۤ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيۡنَ ﴿۳۱﴾

اور میں تم سے نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں، نہ یہ کہتا ہوں کہ میں غیب کا علم رکھتا ہوں، نہ یہ میرا دعوٰی ہے کہ میں فرشتہ ہوں اور یہ بھی میں نہیں کہہ سکتا کہ جن لوگوں کو تمہاری آنکھیں حقارت سے دیکھتی ہیں انہیں اللہ نے کوئی بھلائی نہیں دی ان کے نفس کا حال اللہ ہی بہتر جانتا ہے اگر میں ایسا کہوں تو ظالم ہوں گا"﴿۳۱﴾

کبھی کسی نبی نے کہا کہ میرے پاس بہت بڑا خزانہ ہے، تو جب نہیں کہا تو پھر تم اس کو عار کیوں دِلاتے ہو۔ جب کہا ہی نہیں جا رہا تو پھر تم اعتراض کیوں کر رہے ہو۔ میں نہیں کبھی کہا کہ مجھے غیب کا علم ہے۔ نہ میں نے اپنے آپ کو پہنچا ہوا اللہ کا ولی قرار دیا۔

میں ایک عاجز اور مسکین بندہ ہوں جب جو پیغام مجھے اللہ کی طرف سے مل جاتا ہے میں اسے لے لیتا ہے جو چیز میرے پاس نہیں ہے میں وہ تمہیں کیسے دے دوں؟

آپ کو نبی کی شخصیت سے کیا سمجھ آتا ہے؟ اپنے کام میں پکے ہیں۔ ظاہری کی چودھراہٹ نہیں ہے۔

اللہ آپ کو اپنے دین کے کام کی توفیق دے۔ اپنے آپ کو ہمیشہ نیچے رکھیں، اپنی پروفائل ہمیشہ لو رکھیں۔ لو پروفائل کے ساتھ جو کام کرتے ہیں اللہ ان کو اوپر لے جاتا ہے۔ اور جو لوگ ہر وقت اسی گمان میں ہیں کہ مجھے کیوں کہہ دیا؟ میں مجھ سے ہضم نہیں ہو رہی یہ بات مجھ سے برداشت نہیں ہو رہی۔

ان کی مثال نازک برتن کی سی ہوتی ہے اس میں اگر تھوڑا سا زیادہ وزن ڈال دیں تو وہ ٹوٹ جاتا ہے۔

دین کا کام کرنے والے کو جب تک اپنی شخصیت کے بارے میں دوسروں کی باتوں کے مقابلہ میں flexibility نہیں آئے گی وہ دین کا کام نہیں کر سکے گا۔ جیسے کہتے ہیں دُم پر پاؤں آ گیا تو چیخنے لگے یہ اَنا ہوتی ہے۔

انا نے کتنے لوگوں کو خیر کے راستہ پر چلتے چلتے پیچھے کر دیا۔ ان کو نہیں سمجھ آرہی ہوتی لیکن وہ اپنی انا کو پوج رہے ہوتے ہیں۔ نبیوں کی ذات میں انا کا کوئی نمونہ نہیں ملتا۔ تو کہا لوگو میرے پاس کہاں خزانے ہیں اور نہ میں غیب کا علم رکھتا ہوں۔ ہاں میں تو یہ بھی نہیں کہتا کہ میں فرشتہ ہوں۔

جن لوگوں کو تمہاری نظریں حقیر جانتی ہیں میں ان کے بارے میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ ہاں واقعی ہی اتنے ہی حقیر ہیں کہ اللہ ان کو کوئی خیر نہیں دے گا۔ تمہیں کیا پتا؟ تمہاری نظر میں ارزل ہیں لیکن اللہ کے ہاں محبوب ہیں اللہ نے ان کو مرتبے دینے ہیں۔ آخرت کی زندگی میں جنت تیار ہے۔ میں کیسے کہہ دوں کہ اللہ ان غریبوں کو کچھ نہیں دے گا۔

بہت دردمندی ہے حضرت نوح کی ان باتوں میں۔ حضرت نوح کی باتوں سے آپ کو یہاں کیا محسوس ہوا۔ دھونس، دھاندلی؟ بلکہ بہت عاجزی ہے۔

کچھ پیغام سن کر عاجز بن جاتے ہیں دبے ہوئے مسکین۔ کچھ پیغام سن کر اور جھگڑالو بن جاتے ہیں۔ قوم کا جواب سنیے؛

قَالُوْا یٰنُوْحُ قَدْ جٰدَلْتَنَا فَاَكْثَرْتَ جِدَالَنَا فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَاۤ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ ﴿۳۲﴾

آخرکار ان لوگوں نے کہا کہ "اے نوحؑ، تم نے ہم سے جھگڑا کیا اور بہت کر لیا اب تو بس وہ عذاب لے آؤ جس کی تم ہمیں دھمکی دیتے ہو اگر سچے ہو" ﴿۳۲﴾

یعنی نوح کی علمی، عقلی باتیں، دلیل والی، بینہ والی ان سب باتوں کا جواب تو ان سے بن نہ پایا تو ضد اور ہٹ دھرمی پر آ گئے کہنے لگے آپ بہت جھگڑے کرتے ہیں۔

اپنی آوازوں کو اور پست کر لیں اور سوفٹ، شوگر کوٹیڈ کر دیں، بلینڈیڈ کریں جتنی بڑی بات پر آپ نے اپنی زبان چھوٹی کر لیں۔ ہمارا حال یہ ہے کہ ایک تو ہم دین پر عمل کر رہے ہوتے ہیں ساتھ ہماری زبانیں کُند چھریوں کی طرح چلتی ہیں۔ اور ساتھ ہم کہتے ہیں دیکھو اب میں نیک ہو گئی ہوں اور تم میری نظروں میں اور بھی گنہگار ہو گئی ہو۔

ہمیں بھی یہاں یہی سکھایا گیا ہے کہ آپ بھی ایسی باتوں کو بڑی محبت پیار سے لے جایئے اور لوگوں سے بحث نہ کریں۔ ایک چیز جو دین والے کو سب سے زیادہ نقصان دیتی ہے وہ بحث ہے۔

آپس میں، ساتھیوں میں بحث نہ کریں، اس سے انسان کے اندر سختی آتی ہے۔

جب نیا نیا دین آتا ہے تو ہم بھی اکڑ جاتے ہیں۔ خالی برتنوں کی طرح بجتے ہیں لیکن جب علم آپ کے جسم کا حصہ بنے گا تو آپ کو اپنے سوا سب نیک دیکھیں گے۔ کسی بندہ کو اپنے آپ کو پرکھنا ہے تو وہ یہ دیکھے کہ مجھے دوسرے لوگ اپنے سے اچھے دکھتے ہیں یہ بُرے۔ نیک یا برے؟

آپ اپنے آپ کو سب سے نیچے کھڑا کریں تو دوسرا آپ کو اوپر کھینچے گا اور اگر آپ پہلے سے ہی اوپر کھڑے ہوں تو دوسرا آپ کو نیچے کھینچے گا۔

ہر انسان جب اپنی limitations کو دیکھے گا تو اسے دوسرے اپنے آپ سے اچھے لگیں گے۔ نبیوں کے سامنے بحث اور کٹ حجتیاں کرنے والے اپنی بڑائی کا شکار ہوتے ہیں۔ انہیں دوسرے لوگ برے لگتے ہیں اور اپنا آپ بہت اچھا لگتا ہے۔

۔بس لے آؤ ہم پر وہ عذاب جس کی ہمیں دھمکی دیتے ہو۔ اگر تم سچے ہو۔

ایسی بات کون کرے گا۔ جس کے اندر یہ گمان اور یقین بھرا ہے کہ مجھے کوئی نہیں پکڑ سکتا۔ اس طرح کی باتیں کرنے والے خود پسندی کا شکار ہوتے ہیں۔

جواب سنیں؛

قَالَ اِنَّمَا يَأْتِيْكُمْ بِهِ اللّٰهُ اِنْ شَآءَ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ﴿٣٣﴾

نوحؑ نے جواب دیا "وہ تو اللہ ہی لائے گا، اگر چاہے گا، اور تم اتنا بل بوتا نہیں رکھتے کہ اسے روک دو ﴿٣٣﴾

یہ بات کون کہے گا: نبیؑ کا لہجہ دیکھ رہے ہیں۔ نبی کے جملے مینرز اور عاجزی کا اظہار کرتے ہیں۔

وَلَا يَنْفَعُكُمْ نُصْحِيْٓ اِنْ اَرَدْتُّ اَنْ اَنْصَحَ لَكُمْ اِنْ كَانَ اللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ يُّغْوِيَكُمْ ؕ هُوَ رَبُّكُمْ ۗ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ؕ ﴿٣٤﴾

اب اگر میں تمہاری کچھ خیر خواہی کرنا بھی چاہوں تو میری خیر خواہی تمہیں کوئی فائدہ نہیں دے سکتی جبکہ اللہ ہی نے تمہیں بھٹکا دینے کا ارادہ کر لیا ہو، وہی تمہارا رب ہے اور اُسی کی طرف تمہیں پلٹنا ہے" ﴿٣٤﴾

اس میں دو باتیں ہیں؛ نبیؑ اپنے آپ کو اتنا سائڈ پر کرتے ہیں کہ تمہاری پکڑ کا یا تمہیں انعام دینے کا میرے ہاتھ میں کچھ اختیار نہیں ہے۔ میں تمہاری خیر خواہی کر رہا ہوں لیکن اللہ نے ابھی ارادہ نہیں کیا تو میں تمہیں کچھ نہیں دوں گا۔

اللہ کیوں گمراہ کرنے کی بات کرے گا۔ اللہ نے تو تمہیں ہدایت دینے کا فیصلہ کیا تھا لیکن تم اسے خود سے چپکانا ہی نہیں چاہتے۔

خلاصہ:

میں بری الذمہ ہوں تمہارا معاملہ تمہارے رب کے ساتھ ہے، وہ تمہیں پکڑے تمہیں چھوڑے وہ تمہارا رب ہے۔ اور تم اسی کی طرف لوٹ جاؤ گے۔ اب تم جانو تمہارا رب جانے۔

اَمۡ يَقُوۡلُوۡنَ افۡتَرٰٮهُ‌ ؕ قُلۡ اِنِ افۡتَرَيۡتُهٗ فَعَلَىَّ اِجۡرَامِىۡ وَاَنَا بَرِىۡٓءٌ مِّمَّا تُجۡرِمُوۡنَ ﴿۳۵﴾

اے محمدؐ، کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ اِس شخص نے یہ سب کچھ خود گھڑ لیا ہے؟ ان سے کہو "اگر میں نے یہ خود گھڑا ہے تو مجھ پر اپنے جرم کی ذمہ داری ہے، اور جو جرم تم کر رہے ہو اس کی ذمہ داری سے میں بری ہوں" ﴿۳۵﴾

کہانی سناتے سناتے ایک دم نبی ﷺ کی بات کیوں آ گئی، اس کو کہتے ہیں جملہ معترضہ۔ اعتراض والا جملہ۔ حضرت نوح کے ذکر میں نبیؐ سے خطاب کیا جا رہا ہے، اور کہا جا رہا ہے کہ یہ باتیں جو ہم آپکو وحی کے ذریعہ بتاتے ہیں، ان باتوں کو سن کو مشرکین مکہ کہتے ہیں کہ یہ باتیں آپؐ نے خود سے بنالی ہیں۔

تو اللہ تعالی کہتے ہیں ان مکہ والوں کو کہہ دو اگر یہ باتیں میں نے کر لی ہیں تو اس کا وبال میرے اوپر آئے گا۔ لیکن آپ اس بات پر غور کریں کہ اگر یہ باتیں واقعی اللہ کی طرف سے ہیں تو آپ کے ساتھ کیا ہو گا۔ بس میں یہ کہہ دیتا ہوں کہ میں اس سے بری الذمہ ہوں۔

حضرت نوح کی دعوت کا وہ نقطہ تھا جہاں زبانی باتیں ہوتی ہیں۔